بیکانیر میں محرم کے سلسلے کے انتظامات

ڈاکٹر مینا گوڑ☆

میرا یہ مختصر مضمون سابقہ ریاست بیکانیر میں محرم میں امن و قانون برقرار رکھنے کے لیے ریاستی حکومت کی طرف سے کیے جانے والے انتظامات کے مطالعہ پر مبنی ہے۔ اس کے ماخذ حکومت کے شعبۂ امور داخلہ کی خفیہ فائلیں (۱۹۳۲-۳۵) ہیں۔

محرم یا عزاداری کے سلسلے میں سرکاری انتظامی امور کی تفصیلات بہت زیادہ ہیں اس لیے یہاں اس کے صرف وہ نکات مختصراً پیش کیے جا رہے ہیں جن سے محرم اور عزاداری کی کچھ رسموں اور اُن کے ادا کرنے کے طریقوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ انتظامی امور کی تفصیلات موضوع سے غیر متعلق ہونے کی وجہ سے چھوڑ دی گئی ہیں۔

بیکانیر راجستھان کی اہم ترین ریاستوں میں ایک تھی۔ ہندوستان کے تمام راجواڑوں میں بڑی ریاستوں میں اس کا ساتواں نمبر تھا جبکہ راجپوتانہ میں یہ دوسرے نمبر پر تھی۔ اس کا رقبہ ۲۳،۳۱۷ مربع میل تھا۔ اس ریاست کو مارواڑ کے حکمراں راؤ جودھا.جی کے بیٹے راؤ بیکا.جی نے ۱۴۶۵ء میں قایم کیا تھا۔ اس کے حکمراں راجپوتوں کی مشہور و معروف شاخ راٹھور سے تعلق رکھتے ہیں اور تمام حکمران خاندانوں میں سب سے اعلیٰ سوریہ ونشی (سورج خاندان) سے متعلق ہیں۔ میرے زیرِ مطالعہ دور میں مہاراجہ گنگا سنگھ بیکانیر کے حکمراں تھے۔

۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق پوری ریاست کی آبادی ۹،۳۶،۲۱۸ تھی جبکہ پایۂ تخت کی آبادی ۸۵،۹۲۷ تھی۔ جہاں تک اس آبادی کی ساخت کا سوال ہے، اس میں آبادی کا سب سے بڑا حصہ ہندوؤں کا تھا جو ۷,۲۵۸۴ تھے۔ مسلم ۱۴۱،۵۷۸ تھے۔ جس کا مطلب ہے پوری ریاست میں مسلمان ۱۵ء۹۱ فیصد تھے۔

خفیہ سرکاری کاغذات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ریاست بیکانیر میں محرم کی رسوم کی ادائیگی کے

☆ صدر شعبۂ تاریخ، موہن لال سکھاڈیا یونیورسٹی، اودے پور

دوران امن و قانون برقرار رکھنے کے لیے خصوصی انتظامات کیے جاتے تھے۔تمام ممکن احتیاطی تدابیر و اقدامات کیے جاتے تھے تاکہ جہاں تک ہو سکے نقصِ امن واقع نہ ہو اور فتنہ و فساد اور خونریزی کے خدشات و خطرات کو کم سے کم کیا جاسکے۔ اس سلسلے میں جو عام قانون تھا وہ حسب ذیل ہے: (تفصیلات حذف کر کے صرف لازمی بنیادی ہدایتیں نیچے دی جارہی ہیں)۔

پایۂ تخت اور تمام اضلاع کے سرکاری افسران کے ذریعے احتیاطی اقدامات۔

ہندو مسلمان دونوں فرقوں کے منتخبہ رہنماؤں سے محرم سے پہلے اور بعد میں مشورے، تجاویز شکایتیں اور تعاون حاصل کیا جاتا تھا۔

ضلع افسران کی ذمہ داری صرف اعلیٰ ذمہ دار ہستیوں کو باخبر رکھنا ہی نہیں تھا بلکہ مختلف صورت حال میں فوری اقدامات لینا بھی ان ہی کی ذمہ داری تھی جس میں تساہل کی صورت میں وہ پاداش کے حقدار ہوتے تھے۔

پولیس اور اعلیٰ انتظامی افسر پیشگی اقدامات کرتے تھے تاکہ بیرونِ ریاست سے خاص طور پر برطانوی ہندوستان میں رہنے والے افراد محرم کے دوران یا اس سے پہلے بدعنوانی نہ کرسکیں۔

بیکانیر اور چورڈ شہر کے انتظامی امور چیف ایگزیکیٹو افسر کے سپرد ہوتے تھے اور انسپکٹر جنرل پولیس اور ناظم صدر بالترتیب اس کی مدد کرتے تھے۔ رتنا گڑھ شہر کے انتظامات ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کرتا تھا۔ پورے ضلع میں ضرورت پڑنے پر ریاستی فوج رتنا گڑھ سے بھیجنا اُسی کی ذمہ داری تھی۔

اس کے لیے ایک میجر کی کمانڈ میں تین جونیر افسروں کے ساتھ ۱۰۰ افراد پر مشتمل دستہ پہلے ہی رتنا گڑھ بھیج دیا جاتا تھا۔

کسی قسم کے فتنہ و فساد کی صورت میں پولیس اور فوج مل کر فوری حفاظتی کارروائی کرتے تھے۔صرف بڑے لیڈر یا خاص فسادیوں اور قانون شکنوں پر ہی مقدمہ چلتا تھا اور عام لوگوں کو فوری قسم کی معمولی سزائیں دے کر اور جرمانہ لے کر چھوڑ دیا جاتا تھا۔

بیکانیر آرمی آرڈر

ہز ہائینس مہاراجہ بیکانیر کی سرکار کی طرف سے بیکانیر لے چیف ایگزیکیٹو افسر اور بیکانیر کے آرمی کمانڈر کو محرم کے انتظامات کے سلسلے میں جو احکامات ،اپریل ۱۹۳۴ء میں بھیجے گئے ان کی رو سے سپاہیوں کی علاقہ وار تقسیم اس طرح تھی (صرف خلاصہ پیش کیا جارہا ہے)۔

یومِ شہدا: بارہ بجے دوپہر دس سوار انسپکٹر جنرل آف پولیس کو بھیج دیے جاتے تھے اور وہ اسی کی نگرانی میں کام کرتے تھے۔

قتل کی رات: ایک کپتان کی کمان میں ۲۰۰ رافسر اور سپاہی چھوٹی ٹکڑیوں میں شہر کے مختلف علاقوں میں ڈیوٹی دیتے تھے۔ سپاہی شام سات بجے سے اگلے دن صبح ساڑھے نو بجے تک موجود رہتے تھے۔

تعزیہ کے دفن کا دن: ۲۷۵ رافسروں اور سپاہیوں کا رسالہ مختلف جگہوں پر چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں متعین رہتا تھا۔

سخت ہدایت تھی کہ ہندو، مسلمان یا کسی فرقے کے ساتھ کسی حالت میں کوئی تعصب یا جانبداری نہیں برتی جائے گی انتظامی امور میں ہر شخص کے ساتھ مکمل انصاف اور ایمانداری کی توقع کی جاتی تھی۔

محرم کے سلسلے میں پولیس کے قواعد و ضوابط: (صرف خاص نکات مختصراً دیے جا رہے ہیں)۔

'سدّا' مہندی، موسیقی کے ساتھ تعزیہ نکالنے کی اجازت کی درخواست دو مہینے پہلے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو دینا ضروری تھا۔ خاص صورتوں میں دو مہینے کی مدت میں کچھ ڈھیل دیے جانے کی بھی گنجائش تھی۔

اجازت کی درخواست میں یہ بتانا بھی ضروری تھا کہ کیا گزشتہ برسوں میں بھی اجازت لی گئی تھی یا یہ جلوس نیا ہے۔ اکھاڑے اور جسمانی کرتبوں کے مظاہرے کے لیے جلوس کہاں کہاں روکا جانا ہے۔

'قتل کی رات' کے تعزیے اور آخری تعزیہ دفنانے کے جلوس کو ایسی صورت میں منع بھی کیا جاسکتا تھا اگر مقررہ راستے سے مختلف راستے سے جلوس لے جانے کی اجازت طلب کی جائے ان تعزیوں کے جلوس کے راستے کو قبل از وقت لی گئی اجازت کے بغیر تبدیل نہیں کیا جاسکتا تھا۔

تعزیوں کو شہر سے باہر کربلا میں غروبِ آفتاب سے پہلے لے جانے کے احکامات جاری کیے جاتے تھے۔

کوئی نیا تعزیہ نکالنے کی اجازت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے لی جاتی تھی اور یہ یقین دہانی ضروری تھی کہ تعزیہ اتنا چوڑا یا اونچا نہ ہو کہ راستے میں یا بجلی کے تاروں سے کوئی رکاوٹ پیدا ہو۔

ہوم ڈپارٹمنٹ: ریکارڈ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کے سلسلے میں کوئی مستقل یا دوامی حکم نہیں تھا۔ ہر سال تمام معاملات نئے سرے سے اٹھائے جاتے تھے۔

ان انتظامات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ریاست کا سارا انتظامی عملہ کار ہر طرح غیر جانبدارانہ اور غیر فرقہ وارانہ انداز میں محرم کے انتظامات میں شریک ہوتا تھا تاکہ مسلمان شہری اپنی رسوم سکون سے انجام دے سکیں۔ جس جوش و خروش سے یہاں عزاداری کی رسوم ادا کی جاتی تھیں وہ لوگوں میں ایک طرح کی جنونی کیفیت پیدا کر دیتی تھیں جس سے کسی ناخوشگوار حادثے کا خدشہ پیدا ہوسکتا تھا''۔

کبھی کبھی مسلمان اور ہندو تہوار ایک ہی دن میں پڑ جاتے تھے۔ ایسی صورت میں اگر جلوس کا راستہ پہلے سے نہ طے کر دیا جائے تو ٹکراؤ اور فساد کا خطرہ پیدا ہوسکتا تھا۔ اس لیے افسران مختلف فرقوں کے لئے الگ الگ راستہ طے کر دیتے تھے۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ فساد خود ایک ہی فرقے کی دو ٹولیوں میں اس لیے پیدا ہو گیا کہ اُن میں تعزیے، مجلس، عزاداری، اکھاڑے وغیرہ میں مقابلہ ہونے لگتا تھا''۔

خلاصہ

یہ بات قابلِ غور ہے کہ اب سے ۷۴، ۷۵ سال پہلے۔ ۱۹۳۲ تا ۱۹۳۵ کوئی جمہوری نظامِ حکومت نہیں تھا۔ لیکن ریاست بیکانیر کے حکمراں اپنی ہندو اور مسلم رعایا کے لیے کتنے حساس اور لحاظ رکھنے والے تھے۔ یہ جاگیردار حکمراں پوری طرح چوکنا اور محتاط تھے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں کسی قسم کا تناؤ پیدا نہ ہو۔

حوالے

اس مضمون کے تمام حوالے سرکاری فائلوں سے حاصل کیے گئے ہیں۔